جہانگیر اور اسکی توزک جہانگیری

توزک ترکی زبان کا لفظ ہے اور اس کے لغوی معنی تعلیم و تربیت، انتظام و بندوبست اور سامان و آرائش ہے۔ لغت نامۂ دھخدا میں غیاث اللغات اور فرہنگِ آنندراج کے حوالے سے توزک لفظ کے مفہوم مندرجہ بالا مفہوم کے علاوہ "ترتیبِ لشکر و مجلس و دربار" کے معنوں میں بھی آیا ہے۔ لغاتِ کشوری میں اس لفظ کے معنی قانون، شوکت شان اور وہ واقعہ جسکو خود بادشاہ نے لکھا ہو، درج ہے۔

تمام لغت نویس اس بات پر متفق ہیں کہ توزک ترکی زبان کا لفظ ہے۔ یہ لفظ توزک اور تزک دونوں طرح سے فرہنگوں اور لغات میں آیا ہے اور دونوں طرح سے اس کا لکھنا صحیح ہے لیکن چونکہ اس لفظ کا تعلق ترکی زبان کے ساتھ ہے اور ترکی میں اسکا رسم الخط "توزک" ہے۔ اسلئے توزک لکھنا ہی زیادہ مناسب ہوگا۔ غیاث اللغات میں درج ہے: "گاہی توزک بزیادتِ واو نویسند مطابق رسمِ خط ترکی۔۔۔۔"

ملک الشعرا بہار نے سبک شناسی میں "توزک" کو فارسی لفظ "یادداشتہا" کے مترادف قرار دیا ہے۔ ایلیٹ اور ڈاوسن نے بابر کی (خود نوشتہ) ترکی زبان میں لکھی ہوئی سوانح عمری "توزکِ بابری" کو "واقعاتِ بابری" کا نام دیا ہے اور اسی کے تتبع میں "توزکِ جہانگیری" کو "واقعاتِ جہانگیری" کے نام سے بھی یاد کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ "توزک" کے لئے بیاض کا لفظ استعمال کرنا بھی صحیح ہے لیکن توزک کے لئے ملفوظات کا لفظ ملفوظاتِ امیر تیمور کے تتبع میں استعمال کرنا زیادہ مناسب ہے وہ مزید لکھتے ہیں کہ یہ تعجب کی بات ہے کہ کسی بھی مصنف یا ادیب نے

• ڈاکٹر محمد صدیق نیاز مند صدر شعبۂ فارسی

Scanned with CamScanner

آج تک ایسی کتابوں کو ملفوظات کے نام سے یاد نہیں کیا ہے۔

جہانگیر نے خود ایک جگہ توزک کو بیاض کا نام بھی دیا ہے چنانچہ جہانگیر نے جب معتمد خان کو توزک میں آخری چند سال کے واقعات تحریر کرنے کا حکم صادر کیا تو توزک کی بجائے جہانگیر نے بیاض کا لفظ استعمال کیا ہے۔ معتمد خان کے نام جہانگیر کا حکم ملاحظہ فرمایئے:

"حکم فرمودم کہ از تاریخی کہ نوشتہ ام آیندہ مشار الیہ (معتمد خان) بخط خود نویسد و در ذیلِ مسوداتِ من داخل سازد و آنچہ بعد ازیں سوانح شود بطریقِ روزنامچہ مسودہ نمودہ بہ تصحیحِ من رسانیدہ بہ بیاض می سپردہ باشد۔"

درحقیقت لفظ توزک پہلوی زبان کے لفظ "کارنامک" یا فارسی دری کے "کارنامہ" لفظ کا مترادف نظر آتا ہے۔ چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ ایران کے ساسانی بادشاہوں میں سے اردشیر بابک کی مصروفیات اور سیر و سیاحت کے بارے میں توزک کی طرح ایک تصنیف پہلوی زبان میں "کارنامکِ اردشیر پاپکان" کے نام سے ضبط تحریر میں لائی گئی ہے۔ اسی طرز پر مغلیہ سلاطین میں سے بابر نے ترکی زبان میں توزکِ بابری اور جہانگیر نے فارسی میں "توزکِ جہانگیری" تصنیف کی ہے۔ ان دونوں میں ان دو مغل فرمانرواؤں نے اپنی زندگی کے حالات، عادات، رسومات، آدابِ دربار، ملک کے سیاسی، اقتصادی اور معاشی حالات کے علاوہ لوگوں کا رہن سہن، مذہب دربار میں علما، فضلا اور شعرا کے ساتھ اپنی مجلسوں کا ذکر غرض جس چیز نے انکے دل و دماغ کو متاثر کیا اسکو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

توزک جہانگیری ہندوستان میں گیارہویں صدی ہجری کی فارسی نثر نویسی کا ایک عمدہ مرقع ہے۔ جہانگیر نے اس کتاب کی بنیاد بڑی حد تک حقیقت نگاری پر رکھی ہے۔ دراصل اس کتاب کو نور الدین جہانگیر کی ذہنی جولانیوں کی ایک عمدہ دستاویز تسلیم کر لینا چاہیئے۔ بزم تیموریہ کا مصنف توزکِ جہانگیری میں جہانگیر کی رنگینی طبیعت کی یوں عکاسی کرتا ہے: "ہم بابر کی ذہنی

نقش آرائیاں اسکی تزکِ بابری میں، ہمایوں کی تخیل آرائیاں اسکی شعروشاعری میں، اکبر کی علمی فیاضیاں اسکے دربار کی ہنرپرور فضا میں اور جہانگیر کی رنگینیاں اسکی تزکِ جہانگیری میں پاتے ہیں"

ملک الشعرا بہار تو زکِ جہانگیری کو ہندوستان میں فارسی زبان و ادب کی پیشرفت کی ضامن تسلیم کرتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے : "کتبی کہ خود پادشاہان نوشتہ اند مانند یادداشت ہای جہانگیر نورالدین پسر اکبر کہ ہمہ بفارسی است، اعتبار آن زبان را در ہند مدلل میدارد"

توزک جہانگیری اصل میں جہانگیر کے عہدِ حکومت کی ایک ایسی بیاض ہے جسمیں نہ صرف جہانگیر نے اپنی فرمانروائی کی سال بہ سال کی تاریخ مرتب کی ہے بلکہ اسمیں اُس نے اپنی خاص خاص مصروفیات، مشغولیات، رزم و بزم وغیرہ کی ایک تصویر پیش کی ہے۔ اسطرح سے کسی حد تک توزکِ جہانگیری کو جہانگیر کا ایک انسائیکلوپیڈیا سمجھا جا سکتا ہے۔ اسمیں جہانگیر نے اپنی حکومت کے سترہویں سال جلوس کے وسط تک کے حالات خود تحریر کئے ہیں اور اس کے بعد معتمد خاں کو حکم دیا کہ وہ توزکِ جہانگیری کے آئندہ زمانے کے حالات قلمبند کر کے جہانگیر کی تصحیح کے بعد توزک میں شامل کر لے۔ جہانگیر نے یہ حکم معتمد خاں کو سنہ ۱۰۳۱ھ میں دیا تھا اسطرح سے توزکِ جہانگیری میں سنہ ۱۰۳۱ھ کے وسط تک کے حالات و واقعات خود جہانگیر کے تحریر کئے ہوئے ہیں اور سنہ ۱۰۳۱ھ کے وسط سے مابعد کے حالات معتمد خاں کے تحریر کردہ ہیں چنانچہ جہانگیر سنہ ۱۰۳۱ھ کے واقعات تحریر کرنے کے ضمن میں خود رقمطراز ہے :

"معتمد خان از خدمت دکن آمدہ سعادتِ آستانبوسی دریافت۔ چون از بندہای اخلاص و شاگردانِ سخن فہم بود و سابق نیز سررشتۂ این خدمت و ضبط وقایع بعہدۂ او بود، حکم فرمودم کہ از تاریخی کہ نوشتہ ام آیندہ مشارالیہ بخط خود نویسد و در ذیل مسودات من داخل سازد و آنچہ بعد ازین سوانح شود بطریق روزنامچہ مسودہ نمودہ بہ تصحیحِ من رسانیدہ بہ بیاض می سپردہ باشد۔

معتمد خان نے توزک جہانگیری میں سترہویں سال جلوس کے حالات کا کچھ حصہ اور اٹھارویں اور انیسویں سال جلوس کے حالات کا ابتدائی حصہ قلمبند کر کے جہانگیر کی تصحیح کے بعد توزک میں شامل کر لئے ہیں۔ توزکِ جہانگیری کا تکملہ جہانگیر کے ایک اور ندیم میرزا محمد ہادی کا لکھا ہوا ہے اسکے علاوہ توزک جہانگیری کے شروع میں جو دیباچہ درج ہے وہ بھی میرزا محمد ہادی کا تحریر کیا ہوا ہے۔ چنانچہ توزک سے اسکی تصدیق یوں ہوتی ہے: "تکملہ نوشتۂ میرزا محمد ہادی مولفِ مقدمہ۔

میرزا محمد ہادی نے توزک جہانگیری کا انیسویں سالِ جلوس کا کچھ حصہ اور جہانگیر کی وفات اور شاہجہان کے تخت نشین ہونے تک کے احوال اس کتاب میں تکملۂ توزکِ جہانگیری کے نام سے تحریر کئے ہیں۔ اسکے علاوہ توزک جہانگیر کا مقدمہ بھی تحریر کیا ہے۔ چنانچہ مقدمے میں درج ہے:

"بعد ازیں آنچہ مرقوم قلم مشکین رقم گردیدہ، تالیفی است کہ حضرت جنت مکانی جہانگیر بادشاہ تا اوایل سنہ نوزدہ جلوس خود متوجہ جمع و تحریر آن گشتہ اند واز بخاتمہ اخبار را تا آخر ایام حیات وانجام مدت سلطنت کہ کلہم بیست ویک سال وہشت ماہ وبست روز بود وباشطری از اوایل احوال حضرت صاحبقرانِ ثانی شاہجہان بادشاہ کہ بعد از استماع واقعہ والدِ نامدار از قلعہ خیر دکن بجانب دار الخلافت اکبرآباد متوجہ گشتہ تا بر تخت سلطنت وفرنروائی جلوس فرمودہ اند، راقم سطور دلیل طریق نامرادی محمد ہادی جہت تکمیلِ کتاب چنانچہ در دیباچہ ایمائی بآن رفتہ الحاق نمودہ۔"

توزکِ جہانگیری دو جلدوں پر مشتمل کتاب ہے۔ اسکی پہلی جلد جہانگیر کی تخت نشینی سے شروع ہو کر اس کے بارہویں سالِ جلوس تک کے حالات پر حاوی ہے اور بارہویں سال جلوس سے آگے کے حالات الگ جلد میں درج کئے گئے ہیں۔ یہ حکم جہانگیر نے خود صادر کیا تھا۔ وہ لکھتا ہے: "حکم فرمودہ کہ این دوازدہ سالہ احوال را یک جلد ساختہ نسخہ ہای متعدد

ترتیب نمایند کہ بہ بندھای خاص عنایت فرمایم دلبا بر یلاد فرستادہ شود کہ اربابِ دولت واصحابِ سعادت دستور العمل روزگارِ خود سازند"۔

جہانگیر نے توزکِ جہانگیری کی پہلی جلد کی ایک نقل اپنے بیٹے شہزادہ خرم (شاہجہان) کو بھی جس پر اُس نے اپنے ہاتھ سے تاریخ اور مقام صدور لکھے تھے۔

جہانگیر ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں میں ایک بے مثال انشا پرداز ہے۔ اُس نے فارسی میں خودنوشت سوانح حیات لکھ کر فارسی کے ایک بڑے انشا پرداز ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ توزک میں جہاں وہ میدانِ جنگ میں سپاہیوں کی صف آرائی کا نقشہ کھینچتا ہے محسوس ہوتا ہے کہ توزک کا مطالعہ کرنے والا میدان جنگ میں خود جنگ کا مشاہدہ کرتا ہے اُسے زبان وبیان پر اتنی قدرت حاصل ہے کہ جب کسی جشن کی چہل پہل یا بزم نشاط و سرود کا ذکر چھیڑتا ہے تو تمام مجلس کی رنگینیاں کو قارئین آسانی کے ساتھ محسوس کر سکتے ہیں۔ اگر کسی جگہ کسی خاص علمی یا ادبی مباحثے کو پیش کرتا ہے تو اس کے مخفی گوشوں کی بھی گرہ کشائی کرتا ہے۔ جب کسی صوبے کے تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے تو اس صوبے میں رہنے والے لوگوں کے آداب واخلاق، رہن سہن، لباس، طرز زندگی رسومات وغیرہ کی تفصیل پیش کرتا ہے یا جن جگہوں کے فطری مناظر کا ذکر کرتا ہے انکی جزئیات کو بھی بیان کرتا ہے۔ اور رم جھم کرتے ہوتے ندی نالوں، سر بفلک برف پوش پہاڑوں، کوہساروں، چشموں سے صاف وشفاف پھوٹتے ہوتے پانی کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔

مثال کے طور پر مندرجہ ذیل اقتباس میں جو کشمیر کی توصیف میں توزک میں درج ہے مصنف کا قدرتِ بیان ملاحظہ فرمایئے:

"کشمیر باغی است ہمیشہ بہار، یا قلعہ ایست آہنین حصار، پادشاہان را گلشنی است عشرت افزا، درویشان را خلوتکدۂ دلکشا، چمنہای خوش وآبشارہای دلکش از شرح وبیان افزون، آبہای روان وچشمہ سارہائی از حساس وشمار بیرون۔ چندانکہ نظر کار کند سبزہ است

وآبِ روان، گل سرخ، بنفشہ ونرگسِ خودرو صحرا، انواعِ گلہا واقسام ریاحین ازان بیشتر است کہ بشمار درآید۔ در بہار جان نگار کوہ و دشت از اقسام شکوفہ مالا مال، درودیوار وصحن وبامِ خانہا از مشعلِ لالہ بزم افروز وچلکہای مسطح وسہ برگہای (۴۹) مبرورح راپہ گردیدہ نظم

شدہ جلوہ گر نازنینانِ باغ   رُخ آراستہ ہر یکی چون چراغ
شدہ مشکبو غنچہ در زیر پوست   چہ تعویذ مشکین بازوی دوست
غزلخوانی بلبلِ صبح خیز   تمنای می خوارگان کردہ تیز
بہر چشمہ منقارِ بط آب گیر   چو مقراض زرین بقطع حریر
بساط گل و سبزہ گلشن شدہ   چراغ گل از بادہ روشن شدہ
بنفشہ سر زلف را خم زدہ   گرہ در دلِ غنچہ محکم زدہ

جہانگیر جب کسی سیرگاہ یا کسی باغ کو دیکھتا ہے تو جو تاثیر اُسکے دل ودماغ یا سیرگاہ کی فطری خوبصورتی ڈالتی ہے اسکو اس عمدگی، روانی، سلاست اور تازگی کے ساتھ منقش کر دیتا ہے کہ غالباً اس سے بڑھ کر نہیں کیا جاسکتا مثلاً کشمیر کے ایک خوبصورت باغ سے متاثر ہو کر فارسی انشاپردازی پر قدرت رکھنے والا یہ فنکار اپنی صلاحیت اور استعداد کا یوں مظاہرہ کرتا ہے:

"......از تعریف آن چہ نویسد، چندانکہ نظر کار می کرد گلہای الوانِ شگفتہ و در میان سبزہ وگل جدول ہای آب روان در غایت لطافت وصفا۔ گوئی صفحہ ایست از تصویر کہ نقاش قضا بقلم صنع نگاشتہ۔ غنچۂ دلہا از تماشای آن می شگفت۔ بی تکلف آن ایلاق را نسبت بدیگر ییلاقات نیست وبہترین سیرگاہ ہای کشمیر می توان گفت"۔

جہانگیر جب کسی بزمِ نشاط کا ذکر کرتا ہے تو اس جوش وخروش کے ساتھ کرتا ہے کہ گویا قارئین توزک خود اس بزم کا تماشا دیکھ رہے ہوں۔ مثلاً جہانگیر اپنی تخت نشینی کے بعد پہلے جشنِ نوروز کے منائے جانے کا حال یوں تحریر کرتا ہے:

Scanned with CamScanner

"شب سہ شنبہ یاز دھم ذیقعدہ ہزار و چہار دہ صبح کہ محمل فیضان نور ست، حضرت نیرِ اعظم از برج حوت بخانۂ شرف و خوش حالی خود کہ بر برجِ حمل باشد انتقال فرمود۔ چون اوّلین نوروز از جلوس ہمایون بود، فرمودم کہ ایوانہای دولت خانۂ خاص و عام بدستور زمانِ والدِ بزرگوارم در اقمشۂ نفیسہ گرفتہ، آئینی در غایت زیب و زینت بستند و از روز اوّل نوروز تا نوز دھم، در رجۂ حمل کہ روز شرف است، خلائق دادِ عیش و کامرانی دادند۔ اہلِ ساز و نغمہ از ہر طایفہ و ہر جماعت جمع بودند۔ لولیان، رقاص و دلبرانِ ہند کہ بر کرشمۂ دل از فرشتہ می ربودند، ہنگامۂ مجلس را گرم داشتند۔ فرمودم کہ ہر کس از مکیفات و مغیرات آنچہ می خواستہ باشند، بخورد، منع و مانعی نہ باشد۔

ساقی بنورِ بادہ برافروز جامِ ما مطرب بگو کہ کار جہان شد بکامِ ما

توزک جہانگیری میں جہانگیر نے ایک بڑی حد تک حقیقت نگاری اور حق گوئی سے کام لیا ہے جس کی سب سے بڑی وجہ بقول مولانا محمد حسین آزاد یہ ہے کہ "جہانگیر جس طرح ہر بات بے پروائی سے کر گزرتا تھا، اسی بے پروائی سے اپنی توزک میں لکھ بھی لیتا تھا۔" تاریخی واقعات مرتب کرنے میں جہانگیر ایک مؤرخ سے کچھ کم نہ تھا اور توزک کے مطالعے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جہانگیر نے ایک سچے اور راست گو مؤرخ کی طرح اپنے ذاتی محاسن و معائب بھی توزک میں درج کیے ہیں چنانچہ اپنی شراب نوشی کے آغاز، اسکی لذت اور بالآخر زیادہ مقدار میں شراب خوری اور مستی سے اسکی صحت پر جو برا اثر پڑا اُسکا خود توزک میں نہایت بے باکی اور حق گوئی سے یوں اعتراف کرتا ہے:-

"من تا سنِ پانزدہ سالگی (شراب) نخوردہ بودم مگر در ایامِ طفولیت کہ دو سہ مرتبہ والدہ و انکہای من بتقریبِ علاج اطفال، دیگر از والد بزرگوارم عرق طلبیدہ مقدار یک تولہ آنہم بہ گلاب و آب آمیختہ برای دفع سرفہ دارو گفتہ مرا خورانیدہ باشند۔ در آن ایام کہ اُردوی والد بزرگوارم بجہت دفع فسادِ افغانانِ یوسف زئی در قلعہ اٹک کہ برکنار

آب نیلاب واقع است، نزول اجلال داشت۔ روزی لعزم شکار برنشستم، چون تردد بسیار واقع شد و آثار ماندگی ظاہر گشت۔ استاد شاہ قلی نام توپچی نادری کہ[2] سر آمد توپچیانِ عمِ بزرگوارم میرزا محمد حکیم بود، بمن گفت کہ اگر یک پیالہ شراب نوشجان فرمایند، دفع ماندگی و کسالت خواہد شد۔ چون ایام جوانی بود و طبیعت مائل بارتکاب این امور، بہ محمود آبدار فرمودم کہ بہ خانۂ حکیم علی رفتہ شربت کیف ناک بیار۔ حکیم مقدار یک نیم پیالہ زرد رنگ شیرین مزہ در شیشۂ خورد فرستاد۔ آنرا خوردم کیفیت آن خوشش آمد بعد ازان شروع در شراب خوردن کردم و روزی افزودم تا آنکہ شراب انگوری از کیفیت باز ماند و عرق خوردن گرفتم۔ رفتہ رفتہ در مدت نہ سال بہ بست پیالہ عرقِ دو آتشہ کشید.....
در آن حال ہیچکس را قدرت بر منع من نبود۔ کار بجائی کشید کہ در خمارہا از بسیار رعشہ ولرزیدنِ دست، پیالۂ خود نمی توانستم خورد بلکہ دیگران می خورانیدند... شروع کم خوردن و خود را بہ خوردن فلونیا انداختم۔"

جہانگیر شراب کا اسقدر عادی ہو چکا تھا کہ دربار کے نوکر چاکر اُسکے خوف سے ہراسان تھے اور کونوں میں جا کر چھُپ جاتے تھے۔ جو لوگ اس حالت میں اسکے قریب جانے کے لئے مجبور ہوتے وہ نقشِ دیوار بن کر اُسکے سامنے کھڑے رہتے تھے۔ توزک میں ایک جگہ وہ شراب کی مقدار اور اسکے پینے کے اوقات تک کو بے باکانہ انداز میں یوں تحریر کرتا ہے:

"با آنکہ خود بخوردن شراب ازتکاب مینمایم واز ہژدہ سالگی تا حال کہ عمر من بہ سی و ہشت رسیدہ، ہمیشہ مداومت بآن کردہ ام[4] در اوایل چون بخوردنِ آن حریص بودم، گاہی تا بیست پیالہ عرقِ دو آتشہ تناول میشد۔ چون رفتہ رفتہ در من اثر تمام کرد، در مقام کم شدن آن شدم۔ در عرضِ ہفت سال از پانزدہ پیالہ بہ پنج شش رسانیدم و اوقاتِ نوشیدن نیز مختلف بود۔ بعضی اوقات[3] چہار ساعت نجومی از روز باقیماندہ آغاز

Scanned with CamScanner

خوردن میکردم و بعضی اوقات درشب و برخی در روز تا سی سالگی برین نہج بود۔ بعد ازان وقتِ خوردن در شب قرار دادم۔ درین ایام خود محض برای گوارشِ طعام میخورم۔

جہانگیر کی حق گوئی جام شراب تک ہی محدود نہیں بلکہ اہم واقعات میں بھی عام طور پر اس نے حقیقت نگاری کا ثبوت دیا ہے۔ جہانگیر ابوالفضل کو اپنی راہ میں ایک کانٹا تصور کرتا تھا چنانچہ اُسے ۴ ربیع الاول ۱۰۱۱ھ میں قتل کیا گیا۔ مآثر جہانگیری کا مصنف لکھتا ہے کہ اکبر نے شہزادہ سلیم کی بغاوت کچلنے کے لئے ابوالفضل کو دکن سے مشورہ لینے کی غرض سے اکبر آباد بلوایا۔ جہانگیر نے سوچا کہ اگر ابوالفضل اکبر کے دربار میں باریاب ہو تو وہ اُسکے خلاف فتنہ برپا کر کے اسکے والد اکبر کو بہکاتے گا۔ لہذا جہانگیر نے نرسنگھ دیو بندیلہ کو ابوالفضل کے قتل کرنے کے لئے تعینات کیا۔ نرسنگھ دیو نے گوالیار سے کوئی دس کروہ دور برکرسرائے میں ابوالفضل پر حملہ کر کے اُسے قتل کیا اور اُس کا سر الہ آباد بھیجا۔ جہانگیر نہایت بے باکی کے ساتھ اپنی توزک میں ابوالفضل کے قتل کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اسکی تفصیل یوں دیتا ہے :۔

"در اواخر عہد پدر بزرگوارم شیخ ابوالفضل را کہ از شیخ زادہای ہندوستان بمزیتِ فضل و دانائی امتیاز تمام داشت و ظاہر خود را بزیور اخلاص آراستہ، بہ قیمت گران سنگ بہ پدرم فروختہ بود، از صوبہ دکن طلب داشتند و چون خاطر او بمن صاف نبود و ہمیشہ در ظاہر و باطن سخنانِ مذکور میساخت و درین ایام کہ بنا بر فساد فتنہ انگیزان خاطر مبارکِ والد بزرگوارم فی الجملہ از من آزردگی داشت۔ یقین بود کہ اگر دولت ملازمت دریابد باعثِ زیادتی آن غبار خواہد گشت و مانع دولت مواصلت گردیدہ کار بجائی خواہد رسانید کہ بضرورت از سعادت خدمت محروم باید گردید۔ چون ولایتِ نرسنگھ دیو بر سر راہ او واقع بود و دران ایام در جرگہ متمردان جا داشت، باو پیغام فرستادم کہ

اگر سرِ راہ بران مفسد فتنہ انگیز گرفتہ او را نیست و نابود سازد، رعایت ہای کلی از من خواہد یافت۔ توفیق رفیقِ او گشتہ، در حینی کہ از حوالی ولایت او میگذشت راہ بر او بست۔ تردد ی مردم او را پریشان و متفرق ساختہ او را بقتل آورد و سر او را در آلہ آباد نزدِ من فرستاد۔"

اسی طرح جہانگیر جب کسی علمی بحث و مباحثے کے متعلق واقفیت بہم پہنچاتا ہے تو اسکے تمام نقائص و خصائص کو اس خوبی سے بیان کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے گویا ایک زبردست عالم اور ادیب بحث و مباحثے میں مشغول ہے۔

جہانگیر نے توزک جہانگیری میں بعض جگہوں پر فارسی عبارات میں ترکی اور ہندی الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ترکی زبان کے الفاظ خاص طور پر فوج کے عہدوں، خطابات اور فوجی ساز و سامان کے متعلق استعمال ہوتے ہیں اور ہندی کے الفاظ جیسے مکھن، برچھہ، جدھر وغیرہ الفاظ اپنے ذوقِ انتخاب کے تحت توزک میں استعمال کئے ہیں۔

جہانگیر نے اپنی توزک میں اپنے ذاتی طبع زاد اشعار کے ساتھ ساتھ دوسرے شعرا کے اچھے اور بہترین اشعار نقل کئے ہیں۔ یہ اشعار خاص طور پر یا تو کسی شاعر کے کلام سے متاثر ہو کر یا کسی خاص موقع اور محل کے تحت اپنی توزک کی فارسی نثر آراستہ کرنے کی غرض سے لائے گئے ہیں۔ اسکی متعدد مثالیں توزک جہانگیری میں ملتی ہیں۔ البتہ یہاں پر ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے گا۔ مندرجہ ذیل شعر جہانگیر نے ایک خوبصورت باغ کی توصیف میں نظیری نیشاپوری سے مستعار لیا ہے

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگری کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

جہانگیر کی طرزِ تحریر میں حد درجہ کی سادگی اور روانی ملتی ہے۔ اُس نے اپنے زمانے کی متداول پیچیدہ پُر تکلف اور پُر تصنع عبارت آرائی سے احتراز کر کے توزک کے نثر کی بنیاد آسان اور عام فہم فارسی نثر پر رکھی ہے۔ بزمِ تیموریہ کے مصنف کے بقول توزکِ جہانگیری "سادگی، صفائی، بے تکلفی

بے ساختگی اور قادرالکلامی کے لحاظ سے بے عدیل ہے۔" اور مولانا شبلی نعمانی کے مطابق اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ: "وہ (جہانگیر) واقعات کو ایسے بے تکلف، برجستہ اور دلآویز طریقہ سے ادا کرتا ہے کہ بڑے بڑے انشا پرداز نہیں کر سکتے" ایک اور جگہ مولانا شبلی توزک جہانگیری اور رقعات عالمگیری کی طرز تحریر اور واقعہ نگاری سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتا ہے: "فارسی زبان میں سادہ اور صاف واقعہ نگاری کا عمدہ سے عمدہ نمونہ تزکِ جہانگیری اور رقعات عالمگیری ہیں۔ اور اسمیں شبہ نہیں کہ یہ کتابیں سادگی اور لطافت کے لحاظ سے اس قابل ہیں کہ ہزاروں ظہوری اور وقائع نعمت خان ان پر نثار کر دی جائیں۔"